حرّافہ

گزشتہ دنوں بے نظیر بھٹو نے مختلف اخباری بیانات میں اپنے متعلق کہا کہ وہ مشرقی خاتون کے کردار کا ماڈل ہوں، چادر اور دوپٹہ اوڑھتی ہوں اور اسلام کے لئے عالمی سطح پر لڑ رہی ہوں۔" روشن خیال اسلام کی علمبردار ہوں"۔ —— بے نظیر صاحبہ جس کافر تہذیب کی علمبردار ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ قول و عمل کے اس تضاد کو دیکھ کر حفیظ جالندھری مرحوم کی مشہور طویل نظم "رقاصہ" کے اشعار یاد آ گئے۔ قدرے تصرف کے ساتھ "حرّافہ" کے زیر عنوان چند اشعار قارئین کی نذر ہیں —— (مدیر)

او دشمنِ دُنیا و دیں

تیرا بِھڑکنا خُوب ہے — تیری ادائیں دل نشیں
لیکن ٹھہر تُو کون ہے — او نیم محریاں نازنیں
کیا مشرقی عورت ہے تُو — ہرگز نہیں ہرگز نہیں

تیری ہنسی بے باک ہے
تیری نگہ چالاک ہے

اُف کِس قدر دل سوز ہے — تقریرِ بازاری تری
کتنی ہَوس آموز ہے — یہ سادہ پُرکاری تری

نخلِ وفا کی ڈالیاں
ہوتی ہیں عفت والیاں

وہ حُسن کی شہزادیاں — پردے کی ہیں آبادیاں
چشمِ فلک نے آج تک — دیکھی نہیں ان کی جھلک
سرمایۂ شرم و حیا — زیور ہے اُن کے حسن کا

شوہر کے دُکھ سہتی ہیں وہ — منہ سے نہیں کہتی ہیں وہ
کب سامنے آتی ہیں وہ — غیرت سے کٹ جاتی ہیں وہ
اعزازِ ملت اُن سے ہے — نامِ شرافت اُن سے ہے
اسلام پر قائم ہیں وہ — پاکیزہ و صائم ہیں وہ

تُجھ میں نہیں شرم و حیا
تجھ میں نہیں مہر و وفا

سج سج بنا تُو کون ہے — او بے حیا تُو کون ہے
احساسِ عزت کیوں نہیں — شرم اور غیرت کیوں نہیں
یہ پُر فسوں غمزے ترے — نامحرموں کے سامنے
ہٹ سامنے سے دُور ہو — مردُود ہو مقہُور ہو
تقدیر کی ہیٹی ہے تُو — شیطان کی بیٹی ہے تُو
جس قوم کی عورت ہے تُو — اُس قوم پر لعنت ہے تُو

لیکن ٹھہر جانا ذرا
تیری نہیں کوئی خطا